رسائل و مسائل

عہد صدیقی اور دورِ عثمانی میں جمع قرآن

سوال:- ماہ ستمبر کے ترجمان القرآن میں رسائل و مسائل کا مطالعہ کر کے ایک شک میں پڑ گیا ہوں۔ اُمید ہے آپ اسے رفع فرمائیں گے تاکہ سکون میسّر ہو۔

ردّ و بدل' کی صریح مثال کے سلسلے میں آپ نے لکھا ہے کہ قرآن متفرق اشیاء پر لکھا ہوا تھا جو ایک تھیلے میں رکھی ہوئی تھیں۔ حضورؐ نے اُسے سورتوں کی ترتیب کے ساتھ کہیں یکجا نہیں لکھوایا تھا، اور یہ کہ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

کیا حفاظ اُسے کسی ترتیب سے یاد کرتے تھے یا بلا ترتیب؟

کیا اس کی ترتیب حضرت صدیقؓ کے زمانے میں ہوئی؟

اگر ترتیب وہی حضورؐ کی دی ہوئی تھی تو ردو بدل کیسے ہو گیا؟

اللہ نے جو قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے وہ کیا ہے؟

اسی طرح کمی" کی مثال میں کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا بعد میں اختلافِ قرأت کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں صرف قریش کی زبان کی قرأت والا نسخہ محفوظ کر دیا گیا جو کہ اب تک رائج ہے اور باقی جلا ڈالے گئے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ نے باقی چھ حرفوں کی حفاظت نہیں کی اور انہیں ضائع ہو جانے دیا جب کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے؟

جواب:- رسائل و مسائل کی بحث کو پڑھنے سے آپ کے ذہن میں جو شکوک پیدا ہوئے ہیں وہ بآسانی رفع ہو سکتے ہیں اگر آپ حسبِ ذیل باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس دنیا سے رخصت ہوتے وقت قرآن پاک کو جس حالت میں چھوڑا

تھا وہ یہ تھی کہ اپنی مکمل اور مرتب صورت میں وہ صرف اُن حافظوں کے سینوں میں محفوظ تھا جنہوں نے حضورؐ سے سیکھ کر اُسے از اوّل تا آخر یاد کیا تھا۔ تحریری شکل میں آپؐ نے اُس کا لفظ لفظ لکھوا ضرور دیا تھا، مگر وہ متفرق پارچوں پر لکھا ہوا تھا جنہیں ایک مسلسل کتاب کی صورت میں مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ بعض صحابہؓ نے اس کے کچھ اجزا اپنے طور پر لکھ لیے تھے، مگر کسی کے پاس پورا قرآن لکھا ہوا نہ تھا۔ بہت سے لوگوں نے قرآن کے مختلف حصّے یاد بھی کر رکھے تھے، لیکن اُن اصحاب کی تعداد بہت کم تھی جنہیں حضورؐ کی سکھائی ہوئی ترتیب کے ساتھ پورا قرآن یاد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب حُفّاظ کی ایک اچھی خاصی تعداد لڑائیوں میں شہید ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ اگر قرآن کے حافظ اسی طرح شہید ہوتے رہے اور اُمت کے پاس صرف متفرق حالت میں لکھا ہوا یا جزوی طور پر یاد کیا ہوا قرآن ہی رہ گیا تو اس کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، کیونکہ وہ اپنی مکمل ترتیب کے ساتھ صرف ان حافظوں کے سینوں ہی میں محفوظ تھا۔

اس اندیشے کی بنا پر جب حضرت عمرؓ نے صدیق اکبرؓ کو پورا قرآن ایک مصحف کی شکل میں یکجا تحریر کرا دینے کا مشورہ دیا تو انہوں نے اوّل اوّل یہ شبہ ظاہر کیا کہ میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے۔ اور یہی شبہ حضرت زید بن ثابتؓ نے اُس وقت ظاہر کیا جب شیخینؓ نے انہیں جمعِ قرآن کی خدمت انجام دینے کے لیے کہا۔ دونوں بزرگوں کے شبہ کی بنیاد یہ تھی کہ قرآن کی حفاظت کے لیے حُفّاظ کے حفظ پر اعتماد فرمانا اور ایک مصحف کی شکل میں اُسے یکجا لکھوا دینے کا اہتمام نہ کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اب ہم اس سنت کو بدلنے کے کیسے مجاز ہو سکتے ہیں؟ مگر جس چیز نے بالآخر انہیں مطمئن کر دیا وہ حضرت عمرؓ کی یہ بات تھی کہ دین و ملت کی بھلائی اسی کام کو انجام دینے میں ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس بنیاد پر سنت سے ہٹ کر ایک کام کرنے کی شریعت کے اندر کوئی گنجائش نہ ہوتی تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ اسے جائز کیسے رکھ سکتے تھے، اور ساری اُمت اس کے صحیح ہونے پر متفق کیسے ہو سکتی تھی۔

میں نے اس معاملہ کو "ردّ و بدل" کی مثال اس معنی میں ہرگز قرار نہیں دیا کہ معاذ اللہ صدیق اکبرؓ اور ان کے رفقائے کار نے قرآن کے الفاظ یا اس کی ترتیب میں ردّ و بدل کر ڈالا تھا، بلکہ اس سے میرا مطلب وہی ہے جو حضرت عمرؓ کی تجویز پر خود صدیق اکبرؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کے ابتدائی جواب کا مطلب تھا۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآن دراصل تو قریش کی زبان میں نازل ہوا تھا، اور ابتدائی

حکم یہی تھا کہ اسی زبان میں اُس کو پڑھا اور پڑھایا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کا وعدہ بھی اسی کے بارے میں تھا۔ لیکن ہجرت کے بعد حضورؐ کی درخواست پر قریش کی زبان کے علاوہ عرب کی دوسری چھ بڑی زبانوں میں اس لیے قرآن نازل کیا گیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں اسلام قبول کرنے والوں کو اپنے اپنے علاقوں کے تلفظ اور محاورے کے مطابق اسے پڑھنے میں سہولت ہو۔ یہ ایک رعایت تھی جو وقتی طور پر اشاعت قرآن میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے دی گئی تھی۔ اس کو ہمیشہ کے لیے برقرار رکھنا مقصود نہ تھا اور نہ اس کا منشا یہ تھا کہ قرآن عرب کی سات زبانوں میں دنیا تک پہنچایا جائے۔ لیکن بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ اُس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رعایت دی گئی تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں آخر وقت تک باقی رہی اور اسے منسوخ کرنے کا کوئی حکم نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور نہ رسول اکرمؐ کی زبان مبارک سے سُنا گیا۔ اس رعایت کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس وقت منسوخ کیا جب یہ دیکھا گیا کہ سات زبانوں میں قرآن مجید کی مختلف قرائتیں لوگوں کے لیے، اور خصوصاً غیر عرب نو مسلموں کے لیے، سخت فتنے کی موجب بن گئی ہیں۔ اس لیے اُمت کو فتنے سے اور کتاب الٰہی کو اختلاف سے محفوظ رکھنے کی خاطر امیر المؤمنین نے فیصلہ کیا کہ صرف قریش کی زبان میں قرآن پاک کے نسخے لکھوا کر دنیائے اسلام کے مراکز میں پھیلا دیے جائیں اور وہ تمام نسخے جلا ڈالے جائیں جو دوسری چھ زبانوں کے مطابق لکھے گئے ہوں تاکہ کبھی کوئی دشمنِ دین قرآن میں شبہات پیدا کرنے کے لیے ان کو استعمال نہ کر سکے۔ ظاہر بات ہے کہ سات نازل شدہ حرفوں میں سے چھ کو منسوخ کر دینا ایک بہت بڑا اقدام تھا۔ اگر شریعت میں اس کی گنجائش نہ ہوتی تو نہ حضرت عثمانؓ ایسا اقدام کر سکتے تھے اور نہ پوری اُمت اسے قبول کر سکتی تھی۔

تبدیلی پتہ

قارئین کرام تمام خط و کتابت ۴- اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور کے بجائے

۳۵- افغانی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور کے پتہ پر کیا کریں۔

مینیجر ماہنامہ بتول و ماہنامہ نور - ۳۵- افغانی روڈ سمن آباد۔ لاہور